﴿سانحہ کربلا کی قیامت خیزیاں﴾

ہم چاہتے تھے کہ تاریخ اسلام کے اس خونبار اور جگر پاش واقعہ کی تفصیلات سپردِ قلم کرتے لیکن ہم فی الحال ایسا نہیں کر پائے وجہ وہی ہے جو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیوں پہلے بتلادی تھی۔

"و كان قتله بكربلاء و في قتله قصة فيها طول لا يحتمل القلب ذكرها"

سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے مقامِ کربلا پر شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں ایک طویل قصہ ہے۔جسے انسانی دل بیان کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔

(تاریخ الخلفاء-السیوطی:182)

شیخ نورالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب یہ دلخراش واقعہ لکھنے بیٹھے تو ہاتھ سے قلم گر گیا۔ اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے پکار اٹھے۔

"در شرح ایں قضیه جانگزا جگر آب شده و قلم ازدست اوفتاد از حوصله طبع مسلمانی بیرون است که اشارت بآں تواں نمود"

جیسے ہی میں یہ سانحہ جانگداز لکھنے لگا، تو جگر پانی ہو گیا، ہاتھ سے قلم گِر گیا۔ کسی بھی مسلمان کے بس میں نہیں کہ اس سانحہ جگر پاش کو بیان کر سکے۔

(تیسیر القاری ج3 ص464)

علامہ ابنِ تغری البردی رحمۃ اللہ علیہ جب اس سانحہ جگر پاش کا مطالعہ کرنے لگے۔ تو دل زخموں سے اٹ گیا۔ بے ساختہ پکار اٹھے۔

"قصة طويلة يجرح ذكرها القلوب"

نواسۂ رسول ﷺ کی شہادت کا واقعہ ایک طویل قصہ ہے۔ جس کا تذکرہ دلوں کو زخمی کر ڈالتا ہے۔

(النجوم الزاھرہ ج1ص62)

﴿خانوادہ رسالت ہجومِ غم میں﴾

ایک نظر وادی کربلا میں یزیدی فوجوں کے نرغے میں ابنِ حیدر علیہ السلام کی طرف ڈالیے۔ دشمنوں کے جم غفیر کے سامنے کھڑے ہیں۔ تین دن سے پانی کی ایک بوند حلق سے نہیں اتری۔ دشمن کی چمکتی ہوئی تلواریں خون پینے کے لیے بے تاب اور پھر دل میں اٹھتے ہوئے یہ خیالات کہ دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ان خاتونانِ پاک بازپر کیا گزرے گی۔

اگر فرصت ملے تو ایک نظر خاتونانِ عفت مآب کی بے بسی و بے کسی پر بھی ڈال لیجئے۔شام کے سائے دراز ہو چکے ہیں ،اداسیوں کے قافلے صحرائے کربلا پر اترنے لگے ہیں، چاند بھی خاندانِ رسالت کے صبر واستقلال کا مشاہدہ کرنے ، سسکیاں بھرتے تاروں کے ساتھ آ نکلا ہے۔ چاند کی زرد روشنی ہی سے لگتا ہے کہ یہ صحرا غم والم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ تصور تو کیجئے۔ کسی کا باپ ، بھائی یا بیٹا فوت ہوتا ہے تو ڈھارس بندھانے والوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ مصیبت کی گھڑیوں میں دلاسہ دینے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ سامنے بھائیوں ، بیٹوں ، شوہر کے کٹے پھٹے لاشے پڑے ہیں ۔ان دکھ بھرے لمحات میں کوئی دلاسہ دینے والا نہیں۔

جدھر بھی نگاہ اٹھتی ہے۔سفاک اور خونخوار دشمنوں کا ہجوم نظر آتا ہے۔آہ ! جس نبی کے دامنِ رحمت میں اقوامِ عالم کو پناہ ملی تھی۔آج اُسی کی بیٹیاں ریگزارِ کربلا میں بھوکی ،پیاسی جلے گرے خیموں میں رات کی بھیانک ،وحشت ناک تیرگی میں سسکیاں بھر رہی ہیں۔اُدھر یزیدی رات بھر فتح کا جشن مناتے رہے۔ ادھر خانوادہ رسالت کے خیموں سے دبی دبی سسکیاں صحرا کا خشک دل پھاڑتی رہیں۔

پھر جب خاتونانِ اہلِ بیت کو صحرائے کربلا سے قیدیوں کی حالت میں لے جایا جانے لگا۔تو نہایت ہی دلخراش منظر تھا۔سیدہ زینب کی نظر جیسے ہی شہداء کے کٹے پھٹے اجسام پر پڑی۔جگر دھواں دینے لگا۔دل کا درد اشکِ رواں بن کر آنکھوں سے بہہ پڑا۔آنکھوں سے

آنسوؤں کا اک سیلِ رواں جاری تھا۔ لرزتی ہوئی زبان سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ فضائے کربلا کو سوگوار بنائے جا رہے تھے۔

واہ محمدا صلی علیك ملائکۃ السماء

هذا الحسين بالعراء مرمل بالدماء

وبناتك سبايا وذريتك مقتلة تسفى عليها الصبا

ہائے اے محمد! آپ ﷺ پر فرشتگانِ فلک درود پڑھتے رہیں۔ یہ آپ ﷺ کا حسین ہے۔ جو کہ چٹیل میدان میں پڑا ہوا ہے۔ خون میں ملبوس ہے۔ عضو، عضو کٹ گیا ہے۔ آپ کی بیٹیاں قیدی بنا لی گئی ہیں۔ آپ کی اولاد قتل کر دی گئی ہے۔ تیز چلتی ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے۔

(الکامل ج2ص178، تاریخ الامم والملوک ج3ص236)

قارئین کرام:

تصور کیجیے۔جب صحرائے کربلا سے ان پاک باز خواتین کو اونٹوں پر سوار کروا کے لے جایا جارہا ہو گا۔ شہداء کے لاشوں کو بے گورو کفن چھوڑ کر جب وہاں سے نکل رہی ہوں گی۔تو دلوں پر دردوالم کے کتنے تیر پیوست ہوئے ہونگے؟ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی اداسیوں کے مہیب سائے کتنے گہرے ہو چکے ہونگے؟ کیا تاریخ انسانیت سے ڈھونڈ کر کوئی ایسی مثال دکھلائی جا سکتی ہے کہ بھائیوں اور نوجوان بیٹو ں کے سر کاٹ کر اونٹوں پر رکھے ہوئے ہوں۔ پیچھے پیچھے مظلوم خواتین کا قافلہ جارہاہو؟ کیااس سانحہ خونچکاں،واقعہ دلخراش کا ایک ایک حرف پکار پکار کر یہ اعلان نہیں کر رہا کہ خاندانِ نبوت سے بڑھ کر مظلوم کوئی نہیں۔شاہ سوارِ

کربلا سے بڑھ کر بہادر و صابر کوئی نہیں۔اور جب یہ لٹا پٹا قافلہ شام کے وقت خالی گھروں کی طرف لوٹا ہو گا۔تو بچھڑ کر دور چلے جانے والوں کی یاد نے روحوں کو کس قدر تڑپایا ہو گا؟

﴿کیا خاتونانِ اہلِ بیت کو قیدی بنایا گیا؟﴾

حامیانِ یزید اس بات پر بڑا زور دیا کرتے ہیں۔ کہ خاتونانِ اہلِ بیت کو قیدی نہیں بنایا گیا۔اس بارے میں ہم ایک ایسی فیصلہ کن بات ذکر کرتے ہیں۔ جسے حامیانِ یزید نہ صرف تسلیم کرتے ہیں۔بلکہ اپنی کتب و رسائل میں بے دھڑک لکھتے رہتے ہیں۔ کہ "جب مستوراتِ اہلِ بیت یزید کے دربار میں پہنچیں، تو یزید نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا "۔ہم اس بحث

میں نہیں پڑتے کہ یزید نے اہلِ بیت کی خواتین کے
ساتھ حسنِ سلوک کیا یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو اس کی
نیت کیا تھی۔ وکلائے یزید کی اس بات سے کم از کم اتنا تو
ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ حامیانِ یزید کے نزدیک
بھی خاتونانِ اہلِ بیت کا یزید کے دربار میں پیش کیے
جانا ثابت شدہ ہے۔ اب ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ
مستوراتِ اہلِ بیت اپنی مرضی سے یزید کے دربار میں
گئی تھیں یا انہیں مجبورا لے جایا گیا تھا؟۔ اگر کہا جائے
کہ اپنی مرضی سے گئی تھیں تو اس دعویٰ کو ثابت
کرنے کے لیے کم از کم ایک دلیل درکار ہے۔ دنیائے
ناصبیت آج تک اس پر دلیل پیش کرنے سے عاجز
ہے۔ لہٰذا یہ بات تاریخی مسلمات میں سے ہے کہ
خاتونانِ اہلِ بیت کو مجبورا لے جایا گیا تھا۔ اور یہ ناقابلِ

تردید حقیقت ہے۔ کہ جسے مجبوراً لے جایا جائے، وہ قیدی ہوتا ہے نہ کہ مہمان۔ اگر کسی قافلے پر ڈاکو ٹوٹ پڑیں مردوں کو قتل کرنے کے بعد قافلے میں شریک بچوں و خواتین کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے جائیں، وکلائے یزید کیا کہیں گے کہ قافلے میں شریک خواتین و بچوں کو مہمان بنا کر لے جایا گیا؟؟

خاتونانِ اہلِ بیت کی مدینہ واپسی

اور پھر جب یہ لٹا پٹا قافلہ مدینۃ الرسول واپس لوٹا۔ بناتِ ابی طالب میں سے ایک خاتون آگے بڑھی۔

"ناشرة شعرها واضعة كفها على راسها"

اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ سر پر ہاتھ رکھے گریہ زاری کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ماذا تقولون ان قال النبی لکم

ماذا فعلتم وانتم اخر الامم

جب نبی ﷺ نے تم سے پوچھا۔ کہ میری اولاد کے ساتھ تم نے کیسا ظالمانہ سلوک کیا حالانکہ تم آخری امت تھے۔ تو تمہارا جواب کیا ہو گا۔

بعترتی و باھلی بعد مفتقدی

منھم اساری و قتلی ضرجوا بدم

میری آل اولاد میں سے بعض کو قیدی بنالیااور بعض کو قتل کر کے خون میں نہلادیا۔

ما کان ھذا جزائی ان نصحت لکم

ان تخلفونی بشر فی ذوی رحم

میں ہمیشہ تمہاری خیر خواہی کرتا رہا۔ کیا میری ان تمام محنتوں اور خیر اندیشیوں کا یہی صلہ تھا؟ کہ میرے بعد

میرے قرابت داروں کے ساتھ اس قدر بد ترین سلوک کرو؟

(البدایہ والنہایہ جلد 8 صفحہ 277،
اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 366،
مختصر تاریخِ دمشق جلد 2 صفحہ 448،
تاریخِ اسلام از امام ذہبی جلد 5 صفحہ 108،
الوافی بالوفیات جلد 4 صفحہ 364)

سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت پر شعراء نے بڑے غم انگیز مرثیے کہے۔ لیکن سلمان بن قتیبہ کا یہ مرثیہ بہت مشہور ہوا۔

مررت علی ابیات ال محمد

فلم ارھا کعھدھا یوم حلت

میں الِ محمد ﷺ کے گھروں کے پاس سے گزرا۔ میں نے انہیں کبھی بھی ایسا نہ دیکھا تھا۔ جیسا اس دن دیکھا۔ جب ان کی حرمت پامال کی گئی۔

وان قتیل الطف من ال ھاشم

اذل رقاب المسلمین فذلت

کربلا میں الِ ہاشم کے قتل نے اہل اسلام کی گردنوں کو ذلیل کر دیا۔

الم تر ان الارض اصبحت مریضة

لفقد الحسین و البلاد اقشعرت

کیا تم دیکھتے نہیں کہ حسین کی جدائی میں زمین بیمار ہے۔ اور دنیا کانپ رہی ہے۔

وقد اعولت تبکی السماء لفقده

و انجمها ناحت علیه و صلت

ان کی جدائی پر آسمان گریہ زاری کرتا ہے۔ ستارے
نوحہ کناں ہیں اور ان کی ذات پر درود بھیج رہے ہیں۔